AN OVERVIEW OF THE MILITARY SERVICES OF THE COMPANIONS AND THEIR FOLLOWERS IN THE EARLY ISLAMIC CONQUESTS

اسلامی فتوحات میں صحابہؓ و تابعینؒ کی عسکری خدمات کا جائزہ

Dr. Altaf Hassan, Asst Prof. DHA CSS SKBZ College Karachi. altafskbz@yahoo.com

ABSTRACT:

Muslim conquests began in the 7th century after the revelation of the Prophet Muhammad (pbuh). He formed such an alliance among the Arabs that Islamic power continued to spread for centuries after him until the Rightly Guided Caliphs, the Umayyads and the Abbasid Caliphate. Even their borders extended from the Arabian Desert to India, China, Central Asia, the Middle East, and all of North Africa and a large part of Europe. The most important and fundamental part of these conquests was by the companions of the Prophet (pbuh) and their followers. The step taken by the Companions and their followers for the exaltation of the word of Allah and the subjugation of a large part of the world to them was in fact in accordance with the Qur'anic influences and the prophecy of revelation. Because Allah Almighty had promised him victories, some of these victories were achieved during his life time and some of them about which he had given glad tidings, were achieved after his departure from the worldly life, by his companions and their followers. The picture of this good news is seen in the era of the Companions and their followers when the Islamic army won victories in the East and the West at the behest of the Companions and their followers. The Companions and their followers had a profound military impact on the human world, due to which the Islamic civilization influenced the human civilization and informed the world about the new situation and new requirements of the time to come. During the time of the Companions and their followers, three continents of the world, Asia, Africa and Europe, were directly affected by the military influence. Some of the countries of these continents were conquered directly by the hands of these gentlemen and some of them were conquered by the victors who came after some time. So much so of course, that these gentlemen paved the way for these victories. Later, other remote areas were conquered following the same footsteps ،as if the remote areas of Europe were not conquered by the Companions and their followers, but they paved the way to reach there.

KEYWORDS: *Islamic Conquests, Companions and their followers, Military Services, Asia, Europe, Africa, Islamic civilization.*

صحابہؓ و تابعینؒ کا اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے قدم اٹھانا اور دنیا کے ایک بہت بڑے حصے کا ان کے زیر نگین آنا دراصل قرآنی اثرات اور وحی کی پیشین گوئی کے عین مطابق تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے فتوحات کا وعدہ کیا تھا اور ان میں سے کچھ فتوحات تو آپ ﷺ کے

عہد میں ہی حاصل ہو گئی تھیں اور کچھ کی آپ ﷺ نے بشارت دی تھی۔ اور اس بشارت کی تصویر عہد صحابہؓ و تابعینؒ میں اس وقت نظر آتی ہے جب اسلامی لشکر نے صحابہؓ و تابعین کی سر کردگی میں شرق و غرب میں فتوحات رقم کیں۔ الغرض صحابہؓ و تابعین ؒ کے اسلام کی سربلندی کے لئے اٹھنے والے اقدام کے انسانی دنیا پر گہرے فوجی اثرات مرتب ہوئے، جن کی وجہ سے اسلامی تہذیب نے انسانی تہذیب کو متاثر کیا اور دنیا کو نئ صورتِ حال اور جدید تقاضوں سے آگاہ کیا۔ عہدِ صحابہؓ و تابعینؒ میں دنیا کے تین براعظم ایشیاء، افریقہ، اور یورپ پر براہِ راست فوجی اثرات مرتب ہوئے۔ ان براعظموں کے کچھ ممالک تو براہِ راست انہی حضرات کے دستِ مبارک پر فتح ہوئے اور کچھ انہی حضرات کی کاوشوں کے نتیجے میں کچھ عرصے کے بعد، بعد میں آنے والے فاتحین کے ہاتھوں فتح ہوئے۔ اتنی بات ضرور ہے کہ ان فتوحات کے لئے ان حضرات نے راہیں ہموار کر دی تھیں اور بعد ازاں انہی نشانات پر چلتے ہوئے دیگر دور دراز کے علاقے فتح کئے گئے، جیسے یورپ کے دور دراز کے علاقے صحابہؓ و تابعینؒ کے ہاتھوں فتح نہیں ہوئے مگر وہاں تک پہنچنے کے لئے انھوں نے راہیں ہموار کر دی تھیں۔

براعظم ایشیاء دنیا کا سب سے بڑا براعظم ہے۔ اسلامی فتوحات کا دائرہ جب وسیع ہوا تو اس براعظم کا بیشتر حصہ اسلامی فوجی اثرات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ چنانچہ زیادہ تر اسلامی ممالک اسی براعظم میں ہیں۔ ''سعودی عرب ہی وہ عظیم سرزمین ہے جہاں پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی بعثت ہوئی، جب ۶۳۲ء میں آپ ﷺ کا وصال ہوا تو پورا جزیرہ نمائے عرب حلقہ بگوشِ اسلام ہو چکا تھا۔ ساتویں صدی کے وسط میں خلفاء راشدین کے عہد مبارک میں عرب کے آس پاس مشرقی و مغربی اور شمالی علاقے فتح ہو چکے تھے''۔(۱) کویت کا علاقہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہدِ خلافت میں فتح ہوا۔ اس وقت یہ مقام آباد نہیں تھا۔ صحابہ کرامؓ نے اسے آباد کیا اور اسے اسلامی سلطنت میں شامل کیا۔ لبنان کا علاقہ عہدِ صحابہؓ میں فتح ہو گیا تھا۔ ''حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ ۶۳۵ء میں بیروت میں داخل ہوئے تو یہاں کھنڈرات کے سوا کچھ نہ تھا۔ عرب مسلمانوں کے عہد میں بیروت کی تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا''۔(۲) شام کا علاقہ صحابہؓ و تابعینؒ کے عہد میں فتح ہوا۔ ''۶۳۴ء میں حضرت عمرؓ کے دور میں حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے شام کو فتح کیا۔ دمشق کو ۴۱ھ سے ۱۳۲ھ تک اسلامی دار السطنت کی حیثیت حاصل رہی۔ ۶۶۱ھ میں بنو امیہ نے دمشق سے وسیع اسلامی حکمرانی کا آغاز کیا''(۳)۔ متحدہ عرب امارات پر عہدِ رسالت میں اور بعد ازاں عہدِ صحابہؓ میں فوجی اثرات پہنچ چکے تھے اور یہ علاقہ تاحال اسلام کے زیرِ سایہ ہے۔ ''مسلمانوں نے عراق پر پہلا حملہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہدِ خلافت میں خالد بن ولیدؓ کی قیادت میں ۶۳۲ء میں کیا جس کے بعد آئندہ پانچ برسوں میں وہ تمام عراق پر چھاگئے۔ ۶۳۷ء میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے عراق پر حملہ کیا اور ساسانی شہنشاہ یزدگر کو قادسیہ کے مقام پر شکست دی۔ ۶۴۱ء میں نینوا اور موصل فتح ہوئے اور ۶۴۲ء میں جنگِ نہاوند میں مسلمانوں نے اپنی کاری ضرب سے حالت بدل دی۔ مسلم عربوں نے عربی زبان پھیلائی اور اسلام کی روشنی پھیلائی۔ جلد ہی اسلام پورے عراق کا بڑا مذہب بن گیا''(۴)۔ عہدِ نبوی ﷺ میں یمن کا علاقہ فتح ہو چکا تھا، چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا گورنر بنایا اور انھیں اہلِ یمن کے حوالے سے چند نصائح فرمائیں۔

آپ ﷺ نے ایران پر صحابہ کرامؓ کے قبضے اور فتح کی پیشین گوئی فرمادی تھی، جو عہدِ صحابہؓ میں پوری ہوئی کہ عہدِ عمرؓ میں ایران مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوا۔ خسرو پرویز کو آپ ﷺ نے اسلام کا دعوت نامہ بھیجا تھا اور یزدگر کو مسلمانوں نے حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت میں شکست دے کر فارس کو اسلامی سلطنت میں شامل کیا۔ ''حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت میں ۱۳ھ سے ۳۲ھ میں ایران فتح کرنا شروع کیا۔ جنگِ قادسیہ (۶۳۵ء) ایرانی لشکر کو شکست ہوئی اور ان کا سپہ سالار رستم مارا گیا۔ قادسیہ فتح کرنے کے بعد مسلمانوں نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی قیادت میں شہر مدائن بھی فتح کر لیا۔ ۶۴۱ء میں نہاوند کا شہر بھی فتح ہوا اور آخری ساسانی بادشاہ یزدگر سوم مادیہ کی طرف بھاگ گیا۔ یہاں اس نے اپنی قوت جمع کی۔ ۶۴۲ء میں ہمدان کے جنوب میں جنگِ نہاوند کا معرکہ پیش آیا اور ایرانیوں کو فیصلہ کن شکست ہوئی۔ یزدگر نے راہِ فرار اختیار کی۔ اس سے قبل ۶۳۸ء میں خوزستان، شیروان، قم، اور کازان کے علاقے فتح ہو چکے تھے۔ ۶۴۴ء میں اصفہان فتح ہوا۔ اگلے تین برس میں ارجان، شاہ پور، شیراز اور اصطخر فتح ہوئے''(۵) اردن عہدِ صحابہؓ و تابعینؒ میں ہی فتح ہو گیا تھا اور یہاں پر اسلامی تہذیب کی اشاعت کے لئے دروازے کھل گئے تھے۔ بہت ہی تھوڑے عرصے میں اسلام یہاں کا بڑا مذہب بن گیا اور عربی زبان کو رواج ملا۔ ''اردن میں مسلمانوں کا تسلط حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد میں ہوا۔ فروری ۶۳۴ء میں حضرت خالد بن ولیدؓ کی قیادت میں اجنادین میں معرکہ ہوا۔ ۶۳۵ء میں اسلامی لشکر کے امیر یزید بن ابی سفیان نے عمان فتح کیا۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں حضرت خالدؓ نے ۶۳۶ء میں دریائے یرموک کے جنوبی کنارے (شمالی اردن) میں بازنطینی فوجوں کو فیصلہ کن شکست دی''(۶) ''اگرچہ ہجرت کی پہلی صدیوں میں ترکی حملہ آوروں کے خلاف دفاعی جنگ کے علاوہ علاقے میں فوج کشی بھی کی گئی تاہم مسلمانوں کی جنگی کامیابیوں کا ترکوں کے قبولِ اسلام پر بہت کم اثر پڑا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں ۶۳۶ء میں عرب فاتحین نے یروشلم اور بیت المقدس کو فتح کیا۔ حضرت امیر معاویہؓ کے عہدِ میں فتحِ عسقلان کے ساتھ فتحِ فلسطین کی تکمیل ہو گئی''(۷)۔ چین رقبے کے لحاظ سے دنیا کا تیسرا بڑا اور آبادی کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے۔ یہاں پر بھی عہدِ صحابہؓ و تابعینؒ میں اسلام کی کرنیں پہنچیں۔ ۹۶ھ میں قتیبہ بن مسلمؒ نے ارضِ چین کا مشہور شہر کاشغر فتح کیا''۔(۸) قبرص پر عہدِ صحابہؓ و تابعینؒ میں فوجی اثرات پڑ چکے تھے۔ اور اسلام کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ ''قبرص پر پہلا عرب حملہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد میں ہوا۔ اس کے بعد قبرصی لوگوں کا مسلمانوں سے تجارتی رابطہ قائم رہا''(۹)۔ افغانستان کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ تقریباً آٹھ ہزار سال پہلے کے دور میں انسانی تہذیب کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔ اسے پتھر کا زمانہ کہا جاتا ہے۔'' خلفائے راشدین کے دور میں اسلام کی کرنیں کابل، ہرات اور بلخ تک پہنچ گئیں تھیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت کے دوران ۶۲۴ء ساسانیوں کی شہنشاہیت کو اسلامی لشکر نے جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ عہدِ عثمانیؓ میں مزید فتوحات ہوئیں۔ کابل عبد اللہ بن عامرؓ کے ہاتھوں فتح ہوا۔ ۶۵۳ء تک بلخ، طخارستان، زرنج اور غور زیرِ نگیں آ چکے تھے۔ مسلمانوں نے حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں مکمل افغانستان فتح کر کے اسلام کو متعارف کرایا۔ بہت جلد اسلام افغانستان کا سب سے بڑا مذہب بن گیا۔''(۱۰) جب اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا تو آذربیجان

بھی اسلامی فوجی اثرات کے زیرِ اثر آیا۔ اور اسلامی لشکر یہاں داخل ہوئے، چنانچہ "ساتویں صدی عیسوی میں عربوں نے اسے فتح کیا اور عربی کلچر متعارف کرایا۔ اسلام کی روشنی حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت میں یہاں پہنچی۔"(۱۱) آرمینیا ایشیاء اور یورپ کے سنگم پر واقع ہے۔ عہدِ خلافتِ راشدہ میں یہاں فوجی اثرات مرتب ہوئے اور لوگوں کو اسلام سے واقفیت و آگاہی ہوئی۔" آرمینیا پر پہلا عرب حملہ ۶۴۰ء میں ہوا۔۔۔۔۔۔۶۵۳ء میں شام کے گورنر حضرت امیر معاویہؓ نے آرمینیا پر حملہ کر دیا چنانچہ شاہ کونسٹانس نے ہتھیار ڈال کر آرمینیا کو عربوں کے حوالے کر دیا۔ عربوں نے اسے حقیقی خود مختاری دی اور تھیوڈور کو آرمینیا کا گورنر بنادیا"(۱۲) قازقستان وسطی ایشیاء کا سب سے بڑا ملک ہے۔ پہلی صدی ہجری عہدِ صحابہؓ و تابعینؒ میں فوجی اثرات پڑے۔"آٹھویں صدی عیسوی میں یہاں اسلام کی کرنیں پھوٹیں۔ مسلمانوں کے عظیم جرنیل قتیبہ بن مسلمؒ نے ماوراالنہر کو فتح کرنے کے بعد جنوبی قازقستان کا رخ کیا۔"(۱۳) ازبکستان ۹۰ فیصد اسلامی آبادی کا مسلمان ملک آج بھی آفتابِ اسلام کے زیرِ سایہ ہے۔ ۷۱۲ء میں قتیبہ بن مسلمؒ کی قیادت میں اسلامی لشکر خیوا اور بخارا پر قابض ہو گیا۔ اس سے قبل ۶۷۴ء میں حضرت امیر معاویہؓ کے عہدِ خلافت میں عبید اللہ بن زیاد نے بھی اس علاقے پر یلغار کی تھی"(۱۴)۔ ہندوستان میں سری لنکا اسلام کا سب سے پہلا مرکز ہے جیسا کہ تاریخ کی کتب سے واضح ہے۔ پہلی صدی ہجری (عہدِ صحابہؓ و تابعینؒ) میں ہی اسلام کے اثرات یہاں پہنچے۔"سب سے پہلا وفد جو ہند سے اسلام کی دعوت کو سمجھنے کے لئے عرب کی طرف روانہ ہوا ان کا تعلق سیلون (سری لنکا) سے تھا، اس لئے سراندیپ میں عربوں کے قافلے کی آمد سے پہلی صدی ہجری میں ہی تانتا بندھ گیا تھا۔ چنانچہ لنکا کا راجہ صحابہؓ کے عہد ۴۰ھ یعنی ساتویں صدی عیسوی کے شروع میں ہی حلقہ بگوش اسلام ہو گیا تھا"۔(۱۵) پاکستان پر اسلامی فوجی اثرات پہلی صدی ہجری میں ہی پڑ گئے تھے۔ صحابہؓ و تابعینؒ کی کثیر تعداد نے اس سرزمین پر قدم رکھا۔ اور اسلامی تہذیب کے فروغ اور اشاعتِ اسلام میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ محمد بن قاسمؒ اس علاقے کے فاتح ہیں، لیکن یہ بات درست نہیں ہے۔ اس علاقے پر اولاً خلافتِ راشدہ حضرت عمرؓ کے عہد میں اسلامی فوجی اثرات مرتب ہوئے اور عہدِ عثمانؓ، علیؓ اور امیر معاویہؓ میں ان کی نگرانی ہوتی رہی اور کچھ علاقے بھی فتح ہوئے اور صحابہؓ اور تابعینؒ کی یہاں آمد رہی۔ حضرت عمرؓ کے دور میں ۱۵ھ سے ۲۱ھ کے درمیان سندھ پر اسلامی لشکر نے حملہ کیا۔ جیسا کہ امام ابنِ حزم اندلسیؒ اپنی کتاب "جمهرة انساب العرب" میں فرماتے ہیں:'' و عثمان اهم من خيار الصحابه و لاه رسول الله ﷺ الطائف و غزا فارس و ثلاثة من بلاد هند و له فتوح''(۱۶) یعنی حضرت عثمان بن عاصؓ خیارِ صحابہؓ میں سے ہیں۔ رسول ﷺ نے انہیں طائف کا والی بنایا اور انہوں نے فارس کی جنگ میں شرکت کی اور ہندوستان میں تین جنگیں لڑیں اور فتح پائی۔ ان میں سے ایک جنگ دیبل (سندھ) پر لڑی گئی۔ مؤرخین نے اس زمانے کی تعیین عہدِ عمرؓ سے کی ہے۔ اس کے بعد ولید بن عبد الملک کے دور میں فوجی اثرات پڑے۔ محمد بن قاسمؒ تابعی تھے اور اس تابعی نے پاکستانی علاقوں پر گہرے فوجی اثرات مرتب کئے اور انہی اثرات کی بدولت بعد میں یہاں مختلف اسلامی ریاستیں قائم ہوئیں۔ محمد بن قاسمؒ ۶۲ھ بصرہ میں پیدا ہوئے۔ یہ عہد صحابہ کرامؓ کا عہد

تھا۔ بصرہ تو ویسے ہی صحابہ کرامؓ کا مرکز تھا۔ خصوصاً حضرت انس بن مالکؓ (المتوفیٰ ۹۲ھ) اس وقت بصرہ میں مرجعِ خلائق تھے اور حضرت حسن بصریؒ بھی وہاں موجود تھے۔ محمد بن قاسمؒ نے ۸۳ھ تک اپنی زندگی اسی طرح گزاری کہ بصرہ میں ان کا قیام رہا۔ لہٰذا بکثرت صحابہ کرامؓ سے تعلم کے حوالے سے رابطہ رہا ہوگا اور صحبتِ صحابہؓ میسر رہی ہوگی۔ موجودہ ہندوستان کے ساحلی علاقوں پر عرب تاجروں کی آمد اسلام سے قبل بھی جاری رہی اسلام کے آنے بعد بھی جاری رہی۔ عہدِ صحابہؓ و تابعینؒ میں ہندوستان کے ساحلی علاقوں پر اسلامی فوجی اثرات مرتب ہو چکے تھے۔ حضرت عمرؓ کے دور میں اولاً اور حضرت عثمانؓ کے دور میں ثانیاً بحری حملے کئے گئے۔ حضرت عمرؓ کے حکم پر بحری حملے بند کر دیئے گئے لیکن حضرت عثمانؓ کے عہد میں اس کی اجازت دی گئی۔ چنانچہ مغرب میں حضرت امیر معاویہؓ نے بحری لشکر تیار کئے اور مشرق میں حضرت عثمان بن عاصؓ نے ۲۳ھ پہلے تھانہ اور (جو بمبئی کے قریب بندرگاہ تھی) اور پھر دیبل پر حملہ کیا اور مکرانیوں کی بغاوت کچل دی۔ ہندوستان پر فوجی اثرات کے حوالے سے تاریخ فرشتہ کا مصنف لکھتا ہے: "کابل کی فتح کے کچھ عرصے بعد ایک نامور امیر مہلب بن ابی صفرہؓ مرو کے راستے کابل و زابل آئے اور ہندوستان پہنچ کر انہوں نے جہاد کیا اور دس یا بارہ ہزار کنیز و غلام اسیر کئے۔ ان میں سے کچھ لوگ توحید اور آنحضرت ﷺ کی نبوت کا اقرار کر کے مسلمان ہو گئے۔" (۱۷) انڈونیشیا اور ملائیشیاء دونوں اسلامی ملک ہیں اور یہاں کی اکثریت آبادی اسلامی اصول وضوابط کے مطابق زندگی بسر کرتی ہے۔ بحر ہند میں واقع یہ علاقے اگرچہ عہدِ صحابہؓ و تابعینؒ میں اسلامی اثرات سے محروم رہے۔ لیکن بعد ازاں انہی حضرات کی ابتدائی کوششوں کے ثمرات و نتائج کی بدولت آخر کار اسلام پھیلتا چلا گیا اور اس کے اثرات وسیع تر ہوتے چلے گئے اور اسلامی تہذیب و ثقافت علاقائی ثقافت پر اور اسلامی عقائد اور طریقہ ءعبادت، مقامی عقائد و مذہب پر حاوی ہوتے چلے گئے، اور یوں یہ دونوں ممالک اسلامی تہذیب کے زیرِ اثر آ گئے۔ افریقہ دنیا کے سات برِ اعظموں میں سے دوسرا بڑا برِ اعظم ہے۔ افریقی علاقوں کی فتوحات حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں ہوئیں۔ حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں عظیم جرنیل حضرت عقبہ بن نافعؒ کی سرکردگی میں ایک فوج افریقہ پہنچی جس نے مخالفوں کو شکست دیتے ہوئے اس علاقے کو سلطنتِ اسلامیہ کے زیرِ نگین کر دیا۔" (۱۸)۔ سوڈان اسلامی دنیا اور برِ اعظم افریقہ کا سب سے بڑا ملک ہے۔" اموی خلیفہ ہشام بن عبد الملک کے عہد میں مسلمانوں کی آمد ہوئی۔ سوڈان افریقہ کے ان ممالک میں سے ہے جہاں اسلام جنگی فتح کے بغیر پھیلا۔ ۲۵۶ھ میں مصر کے مسلمان گورنر حضرت عبداللہ بن ابی سرحؓ نے نوبیا کے غیر مسلم حکمرانوں سے ایک معاہدۂ امن طے کیا جس کے مطابق نوبیا کے حکمران اور مصر کے مسلمان حکمران ایک دوسرے کے خلاف جارحیت نہیں کریں گے۔ یہ معاہدہ صدیوں تک قائم رہا اور مسلمانوں کو سوڈان میں پھلنے پھولنے کے مواقع فراہم کرتا رہا۔" (۱۹) مصر کی تہذیب دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں سے ایک ہے اور قدیم ترین تہذیبوں کی نمائندہ ہے۔ مصر کی تاریخ کافی طویل ہے۔ مصر کو یہ افتخار حاصل ہے کہ قرآن کریم پانچ مرتبہ اس کا نام آیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ، بنی اسرائیل، حضرت یوسفؑ، فرعون اور حضرت موسیٰؑ کی وجہ سے اسے تاریخی اہمیت حاصل ہے۔ عہدِ صحابہؓ و تابعینؒ میں مصر اسلامی سلطنت کے زیرِ نگین آ چکا

تھا اور اسلامی اثرات یہاں تک وسیع ہو گئے تھے۔" ۶۳۹ء میں مصر کو اسلامی فوجوں نے فتح کرنا شروع کیا اس وقت یہ بازنطینی (مشرقی رومن) سلطنت کا حصہ تھا۔ حضرت عمرؓ کے عہدِ مبارک میں فاتح مصر حضرت عمرو بن عاصؓ نے چھ ماہ کے محاصرے کے بعد ۹ اپریل ۶۴۱ء (۲۰ھ) میں مصر فتح کیا۔"(۲۰)۔ لیبیا افریقہ کا ایک اہم ملک ہے۔ جغرافیائی اعتبار سے کافی اہمیت کا حامل ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں مصر کے حاکم عبد اللہ ابن سعدؓ نے یہاں کے حاکم جرجیر کو شکست دے کر اسے اسلامی سلطنت کے ایک صوبے کی حیثیت دی۔ بنی امیہ کے بعد عباسی دورِ خلافت میں اغالبہ نے اپنی حکومت قائم کی۔"(۲۱)۔ تیونس شمالی افریقہ کا ملک ہے۔ "حضرت عثمان غنیؓ کے عہد میں حضرت عقبہ بن نافعؒ نے ۶۷۴ء میں تیونس کو فتح کر کے اسلامی مملکت میں شامل کر دیا۔"(۲۲) الجزائر افریقہ کا اہم ملک ہے اور اسلامی تہذیب کا وارث ہے اور یہ وراثت اسے عہدِ صحابہؓ و تابعینؒ میں سونپی گئی۔ تاحال یہ اس کا امین ہے۔ تاریخی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ "ساتویں صدی عیسوی میں حضرت امیر معاویہؓ کے عہد میں حضرت عقبہ بن نافعؒ نے اسے فتح کیا۔(۲۳)، مراکش (شمال مغربی افریقہ) یورپ اور افریقہ کے درمیان پل کا کردار ادا کرتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں ابن بطوطہ پیدا ہوا۔ "حضرت عقبہ بن نافعؒ اسے فتح کیا۔ ۶۸۳ء تا ۶۸۴ء میں عرب سپہ سالار عقبہ بن نافعؒ نے حملہ کر کے سلطنتِ روم کو پاش پاش کر دیا۔"(۲۴) یورپ دنیا کا دوسرا چھوٹا برِاعظم ہے۔ تہذیبِ حاضر کا سب سے بڑا نمائندہ یہی برِاعظم ہے، مغربی تہذیب کی کرنیں یہیں سے پوری دنیا میں پھیل رہی ہیں۔ یہی براعظم سائنس و ٹیکنالوجی کا سرخیل ہے، لیکن اس کی بنیادوں میں بھی عہدِ صحابہؓ و تابعینؒ کے رجالِ کار کی محنت پوشیدہ ہے۔ تاریخ اور مغربی اہلِ دانش اس بات پر شاہد ہیں کہ اہلِ عرب کی بدولت ہی یورپ کی نشاۃِ ثانیہ ممکن ہوئی ہے۔ مراکش کے فتح ہو جانے بعد اسپین کا دروازہ کھل گیا تھا مگر تاریخ میں یہ بات مختلف فیہ ہے کہ اسپین کس دور میں فتح ہوا۔ ایک رائے یہ ہے کہ حضرت عثمانِ غنیؓ کے دور میں فتح ہوا اور دوسری رائے یہ ہے کہ عبد الملک بن مروان کے دور میں فوج کشی ہوئی اور ولید بن عبد الملک کے دور میں موسیٰ بن نصیرؒ کے ہاتھوں فتح مکمل ہوئی۔ "تاریخ اسلام" میں عبد الحلیم شررؒ لکھتے ہیں کہ "افریقہ کے فتح ہو جانے کے بعد حضرت عثمانؓ نے حکم دیا کہ عبد اللہ بن نافع بن حصینؓ اور عبد اللہ بن عبد القیسؓ دریا کے راستے سے جا کر اندلس پر حملہ کریں چنانچہ یہ دونوں نامور سردار ایک زبردست لشکر کے ساتھ جس میں بہت سے اہل بربر تھے، جہازوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ جو مسلمان اس بحری مہم پر روانہ ہوئے ان کو حضرت عثمانؓ نے اپنی خاص تحریر کے ذریعے سے آگاہ فرمایا کہ قسطنطنیہ پر حملہ اندلس ہی کی جانب سے ہو گا۔ غرض یہ لشکر کامیاب ہوا اور افریقہ کے برابر ایک اور ملک عالمِ اسلام کے سائے میں آ گیا۔ علی العموم مشہور ہے کہ اندلس پر فوج کشی عبد الملک بن مروان کے عہد میں ہوئی مگر ابن اثیرؒ نے حضرت عثمانؓ کے عہد میں فتح اندلس کو لکھ دیا ہے۔ اس روایت کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ ملکِ اندلس بھی فتوحاتِ عثمانی میں شامل ہے اور ممکن ہے کہ عبد الملکؒ نے اس کو دوبارہ فتح کیا ہو۔"(۲۵) یہی بات شاہ معین الدین احمد ندویؒ نے لکھی ہے کہ "شمالی افریقہ کی تسخیر کے بعد بحرِ روم کا دروازہ کھل گیا۔ چنانچہ ۲۷ھ میں عبد اللہ بن نافعؒ نے اسپین پر حملہ کیا لیکن اس وقت مستقل فوج کشی کا خیال نہیں تھا اس لئے صرف یورپ کا دروازہ

کھٹکھٹا کر لوٹ آیا۔"(۲۶) اسپین کی مکمل فتح ولید بن عبد الملک کے عہد میں موسی بن نصیر تابعیؒ کے ہاتھوں ہوئی۔ موسی بن نصیرؒ نے بربر جرنیل طارق بن زیاد کے ساتھ مل کر اندلس کو ۱۹ جولائی ۷۱۱ء میں آخری گوتھ حکمران شاہ راڈرک کو شکست دے کر فتح کیا اور یورپ میں اسلامی فوجی اثرات پہنچائے اور اسلامی تہذیب کے فروغ کے لیے یورپ میں دروازہ کھولا۔ مسلمانوں نے پونے آٹھ سو سال تک اسپین پر بڑی شان و شوکت سے حکومت کی۔ اس زمانے میں سارا یورپ جہالت کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ عیسائی اقوام آپس میں لڑ رہی تھیں جبکہ مسلمانوں کے تحت اسپین پوری دنیا کے لیے روشنی کا مینار تھا۔ یہ تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کے میدان میں دنیا بھر کی رہنمائی کر رہا تھا ۔ قرطبہ، اشبیلیہ اور غرناطہ کی یونیورسٹیاں جدید علوم کا مرکز تھیں۔ اسی عہد میں عظیم مسلمان سائنسدانوں اور فلسفیوں نے عقل و خرد کی نئی راہیں دریافت کیں۔ ابن رشد نے فلسفہ و منطق، ابن زہر نے طبعی علوم جبکہ ابو القاسم زہراوی نے سرجری کے شعبے میں انقلاب آفریں کام کیا۔"(۲۷) قسطنطنیہ (مشرقی یورپ) دنیا کے قدیم ترین شہروں میں سے ایک ہے۔ یہ اپنے جغرافیائی محل وقوع کے لحاظ سے بھی منفرد حیثیت کا حامل ہے کیونکہ اس کا ایک حصہ ایشیا اور ایک حصہ یورپ میں ہے۔ قسطنطنیہ مشرقی یورپ کا قلب تھا اور وہ اس وقت قیصر کا دارالحکومت تھا۔ حضرت امیر معاویہؓ نے اس پر بحری راستہ اختیار کر کے حملہ کیا۔ آپ نے ایک لشکرِ جرار تیار کیا تھا جس میں صحابہؓ تابعینؒ کی ایک کثیر تعداد شریک ہوئی۔ صحابہؓ و تابعینؒ میں آپ ﷺ کی یہ حدیث مشہور تھی۔ ''اول جیش من امتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لھم '' (۲۸)" یعنی میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر پر حملہ آور ہو گا وہ مغفرت یافتہ ہے۔" لہذا صحابہ کرامؓ میں سے عبد اللہ بن عمرؓ، عبد اللہ بن زبیرؓ، عبد اللہ بن عباسؓ، حسین بن علیؓ اور ابو ایوب انصاریؓ سمیت دیگر بہت سے تابعین کرامؒ بھی اس غزوے میں شریک ہوئے۔ حضرت امیر معاویہؓ کے زمانے میں قسطنطنیہ پر دو حملے ہوئے پہلا حملہ یزید کی ماتحتی میں ۴۹ھ بمطابق ۶۶۹ھ میں ہوا اور دوسرا حملہ ۵۴ھ بمطابق ۶۷۴ء میں ہوا جو ۶۰ھ بمطابق ۶۸۰ء تک یعنی سات سال تک جاری رہا۔"(۲۹)

اس حملے میں مسلمانوں کو اگرچہ فتح حاصل نہ ہو سکی تاہم یہ فائدہ ضرور ہوا کہ اس کے بعد قیصر کی طرف سے کسی حملے کا خطرہ بالکل دور ہو گیا ۔ ان لڑائیوں میں تقریبا ۳۰ ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ بھی ان شہداء میں شامل تھے، جنھیں قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے دفن کیا گیا۔ مسلمان اس کھیل میں ہار گئے لیکن اگر نتیجہ اس کے برعکس ہوتا تو دنیائے عیسائیت کو اتنا زبردست نقصان پہنچ جاتا کہ شاید آئندہ اس کی تلافی ہی ناممکن ہوتی اور شاید سارا یورپ مسلمانوں کے قدموں میں ہوتا اور آج جرمنی، اٹلی اور فرانس وغیرہ کی فضاؤں میں بھی اسلامی پرچم اسی طرح لہراتا جس طرح آج عراق، شام اور مصر کی فضاؤں میں لہرا رہا ہے۔ جے۔ جے سونڈرس کہتا ہے:

Had the city fallen the blaken pensula would have been over run, the Arabs would have sailed up the Danube into the heart of Europe and Christianity might have lingered an abserve sect in the forest of Germany (30).

''اگر شہر (قسطنطنیہ) فتح ہو جاتا تو جزیرہ نمائے بلقان تباہ و برباد کر دیا جاتا۔ عرب دریائے ڈینیوب میں جہاز رانی کرتے ہوئے یورپ کے قلب تک پہنچ جاتے اور شاید عیسائیت ایک گمنام اور غیر معروف فرقے کی حیثیت سے جرمنی کے جنگلات میں باقی رہ جاتی'' فرانس (مغربی یورپ) عہدِ عمر بن عبد العزیزؒ میں اسلامی فتوحات کے زیرِ اثر آیا۔ مسلمانوں کے فرانس میں داخلے اور فتح کے بارے میں ''تاریخ اسلام'' کے مصنف رقمطراز ہیں جب مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ اسپین کی سرحد کے اس پار فرانس کا زرخیز اور سرسبز و شاداب ملک آباد ہے تو انہوں نے اپنے گورنر حر بن عبد الرحمن کی سرکردگی میں فرانس پر چڑھائی کر دی۔ ان ایام میں فرانس کا ملک میں مختلف ریاستوں میں بٹا ہوا تھا اور وہاں کے حکمران ایک دوسرے سے برسرپیکار تھے۔ مسلمانوں نے ان کی باہمی نااتفاقی سے فائدہ اٹھا کر جنوبی فرانس کا بہت سا حصہ فتح کر لیا۔''(۳۱) مورخین نے اسلامی فتوحات پر تفصیلی قلم اٹھایا ہے، لیکن فرانس پر حملہ کے حالات زیادہ تر نظر انداز رہے ہیں اس لئے عربی تاریخوں میں اس کے حالات مختصر ہیں لیکن انگریزی تاریخوں میں اس کے مفصل حالات موجود ہیں۔ فرانس کو فتح کرنے کا خیال اندلس کی فتح کے بعد ہی مسلمانوں میں پیدا ہو گیا تھا اور مختلف والیوں نے اس کی کوشش کی لیکن سب سے اہم حملہ ہشام کے زمانے میں ہوا جس میں مسلمان وسطی فرانس تک پہنچ گئے تھے۔ یاد رہے کہ یہ عہدِ صحابہؓ و تابعینؒ ہی ہے جس میں اسلامی فتوحات کا اثر یورپ میں فرانس تک پہنچ گیا تھا۔ چنانچہ سرزمینِ یورپ نے بھی ان مقدس حضرات کے لئے اپنا سینہ فرشِ راہ کیا۔ فتح ِ فرانس کی پہلی کوشش ولید کے عہد میں ہوئی دوسری کوشش جلیل القدر تابعی حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے عہدِ خلافت میں امیر سمح بن مالک خولانیؒ نے کی۔ انہوں نے جنوبی فرانس کے لوگوں کو اپنا فرمانبردار بنایا۔ تیسرا حملہ والیٔ اندلس امیر عنبسہ بن سحیمؒ نے کی اور بہت سے علاقوں کو فتح کیا اور چوتھا حملہ امیر عبد الرحمن بن عبد اللہ غافقیؒ نے کیا۔ اس کے بعد امیر عبد الملک بن قطن مہری نے فرانس پر حملہ کیا مگر ناکامی ہوئی۔ اٹلی (مغربی یورپ) ایک قدیم اور تاریخی ملک ہے اس کی تاریخ خاصی پرانی ہے۔ سلطنت روما جس کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ روم میں ملتا ہے اسی ملک میں قائم تھی۔ ''سسلی پر مسلمانوں کا پہلا حملہ خلافتِ راشدہ کے دور میں ۶۵۵ء میں ہوا اور انہوں نے پہلی بار جزیرے میں قدم رکھا۔ سسلی پر مسلمانوں کے حملے سو سال تک جاری رہے۔ پھر ۲۱۲ھ میں یہاں مسلمانوں کی حکومت قائم ہو گئی۔ سسلی پر مسلمانوں کی حکومت ۴۸۴ھ تک قائم رہی''۔(۳۲) قبرص فتح کرنے کے تقریباً دو سال بعد ہی مسلمانوں نے صقلیہ (سسلی) پر اپنا حملہ کیا اور عیسائیوں سے اپنی بحری طاقت کا لوہا منوایا۔ چنانچہ خلیفۂ وقت حضرت عثمانؓ سے اجازت لے کر حضرت امیر معاویہؓ نے ۳۳ھ میں ایک جنگی بیڑا جس میں ۳۰۰ جہاز تھے سسلی بھیجا (حملے سے پہلے دینِ اسلام پیش کیا گیا، پھر جزیے کی ادائیگی کے لئے کہا گیا، جب بات نہ مانی گئی تو) مسلمانوں نے حملے انتظام کیا۔(۳۳) آخر کار مسلمانوں نے فتح پائی اور صقلیہ (سسلی) فتح کیا گیا۔ امریکی مؤرخ فلپ کے ہٹی لکھتا ہے:

In fact, the very same year (652 A.D) in which the Byzantine navy at Alexendria was crushed and maritime power began to pass into Arabs land, witnessed the first attack in Byzantime Sicily, made by a general of Muawiya.

حوالہ جات

(1 عبد الوحید، انسائیکلوپیڈیا اقوام عالم، لاہور، مطبع عربیہ، ۲۰۰۲ء ص ۵۱۲
(2 محولہ بالا، ص ۶۷۷
(3 محولہ بالا، ص ۵۸۶
(4 محولہ بالا، ص ۶۰۰
(5 محولہ بالا، ص ۱۰۷
(6 محولہ بالا، ص ۹۰
(7 عبد الوحید، انسائیکلوپیڈیا اقوام عالم، لاہور، مطبع عربیہ، ۲۰۰۲ء ص ۱۵۷
(8 ابو الفداء، ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، کراچی، نفیس اکیڈمی، ۸۸ء ص ۲۲۷، ج ۹
(9 عبد الوحید، انسائیکلوپیڈیا اقوام عالم، لاہور، مطبع عربیہ، ۲۰۰۲ء ص ۶۵۱
(10 عبد الوحید، انسائیکلوپیڈیا اقوام عالم، لاہور، مطبع عربیہ، ۲۰۰۲ء ص ۴۵
(11 عبد الوحید، انسائیکلوپیڈیا اقوام عالم، لاہور، مطبع عربیہ، ۲۰۰۲ء ص ۱۳
(12 محولہ بالا، ص ۱۷
(13 محولہ بالا، ص ۶۴۷
(14 محولہ بالا، ص ۱۳۱
(15 وجدی، عابد علی، سید، ہندوستان اسلام کے سائے میں، بھوپال انڈیا، بھوپال بک ہاؤس، ۸۹ء، ص ۱۸۱
(16 اندلسی، ابن حزم، امام، جمہرۃ انساب العرب، مصر، دار المعارف، ۱۳۸۲ء، ص ۲۶۶
(17 فرشتہ، محمد قاسم، تاریخ فرشتہ، لاہور، رومی پرنٹر، ۹۱ء، ص ۶۴، ج ۱
(18 امیر علی، سید، تاریخ اسلام، لاہور، بشیر بشارت پرنٹر، ۹۰ء، ص ۸۷
(19 عبد الوحید، انسائیکلوپیڈیا اقوام عالم، لاہور، مطبع عربیہ، ۲۰۰۲ء، ص ۵۳۹
(20 محولہ بالا، ص ۸۵۷
(21 محولہ بالا، ص ۸۰۲
(22 محولہ بالا، ص ۳۲۱
(23 محولہ بالا، ص ۶۸
(24 محولہ بالا، ص ۸۷۲
(25 شرر، عبد الحلیم، تاریخ اسلام، لاہور، مقبول اکیڈمی، ۸۸ء، ص ۵۳۴، ج ۱
(26 ندوی، معین الدین، شاہ، تاریخ اسلام، کراچی، دار الاشاعت، ۸۵ء، ص ۲۰۹، ج ۲
(27 عبد الوحید، انسائیکلوپیڈیا اقوام عالم، لاہور، مطبع عربیہ، ۲۰۰۲ء، ص ۴۹۸
(28 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، بیروت، دار ابن کثیر، ۱۴۰۷، کتاب الجہاد، ص ۱۰۲۹، ج ۳
(29 طارق، عبد الصبور، سید، اسلامی بحری بیڑہ منزل بہ منزل، لاہور، فیروز سنز، ۸۸ء ص ۳۷
(30 J.J. Saundders, A History of Medieval Islam, London, 1978, P-91

(31 حمید الدین، ڈاکٹر، تاریخ اسلام، لاہور، فیروز سنز، ۸۷ء، ص ۲۵۰

(32 عبدالوحید، انسائیکلوپیڈیا اقوام عالم، لاہور، مطبعہ عربیہ، ۲۰۰۲ء، ص ۷۵

(33 طارق، عبدالصبور، سید، اسلامی بحری بیڑہ منزل بہ منزل، لاہور، فیروز سنز ،۸۸ء ص ۲۴

(34 P-602P.K Hitti, History of the Arabs, London, 1960,

(35 عبدالوحید، انسائیکلوپیڈیا اقوام عالم، لاہور، مطبعہ عربیہ، ۲۰۰۲ء، ص ۸۸۰

(36 ابوالفداء، ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، کراچی، نفیس اکیڈمی، ۸۸ء ص ۱۶۲، ج ۹

(37 محولہ بالا، ص ۱۶۳، ج ۹

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.